مولانا محمد حنیف ندوی

محتویاتِ قرآن

(آخری قسط)

منافقین

چوتھا گروہ جس کو قرآن حکیم نے ہدفِ تنقید ٹھہرایا اور جس کے عزائم اور سازشوں کا پردہ چاک کیا، منافقین ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے طرزِ عمل اور ایمانیات میں دوغلاپن نمایاں تھا۔ ان کی مڈبھیڑ جب مسلمانوں سے ہوتی تو یہ ان کو یقین دلانے کی کوشش کرتے کہ ان کی تمام تر ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں اور جب یہ اپنے گگے بندھوں سے ملتے تو صاف صاف کہتے کہ ہم کہاں اور اسلام کہاں، ہم تو مسلمانوں سے محض دل لگی کر رہے تھے:

واذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا واذا خلوا الیٰ شیاطینهم قالوا انا معکم انما نحن مستهزءون[1]

اور یہ لوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آتے ہیں اور جب اپنے ہم جنس شریر لوگوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں مسلمانوں سے تو یونہی ہنسی مذاق سے کام لیتے ہیں۔

منافقین دو طرح کے تھے۔ ایک تو وہ تھے جو سرے سے اسلام کے نظامِ اخلاق وعقائد کے قائل ہی نہ تھے۔ چنانچہ یہ لوگ نہ توحید اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان رکھتے تھے اور نہ آنحضرت کو اللہ تعالیٰ کا رسول اور پیغمبر ہی مانتے تھے۔ دوسرا گروہ ان ڈھل مل یقین لوگوں پر مشتمل تھا جو ان مسائل میں نہ تو کوئی مثبت رائے ہی رکھتا تھا اور نہ ان کو مسلمانوں کے مستقبل سے کوئی دلچسپی ہی تھی۔ ان کی حیثیت ایسے طالع آزما اور موقع پرست اشخاص کی تھی جو صرف اس بنا پر اسلامی معاشرہ کا جز بننے پر مجبور ہوگئے تھے کہ ان کے قبیلے کے دوسرے افراد نے اسلام کو قبول کر لیا تھا۔ یہ گروہ ایسے بدنصیب لوگوں سے تعبیر تھا، اسلام کی تعلیمات

---

[1] البقرہ : ۱۱

جن کے قلب و دماغ میں رچ بس نہ سکیں اور ایمان جن کے کردار و عمل کو روشنی اور پاکیزگی کی نعمتوں سے مالامال نہ کر سکا لیکن اس کے باوجود انھوں نے اس حقیقت کو اچھی طرح بھانپ لیا تھا کہ یہ دین جس تیزی سے جزیرۃ العرب میں پھیل رہا ہے اور جس کامیابی سے اس کی سادہ اور معقول تعلیمات دلوں میں گھر کر رہی ہیں اس کے پیشِ نظر مستقبل صرف ان لوگوں کا ہے جو اس کو ملتے اور تسلیم کرتے ہیں۔ لہٰذا انھیں اگر آبرومندانہ زندگی بسر کرنا اور اسلام کے فوائد و برکات سے استفادہ کرنا ہے تو ضروری ہے کہ اسلامی معاشرہ میں گھل مل کر رہیں۔

فکر و عمل کے اس نفاق اور دوغلاپن کو یہ زیرکی اور عقل سمجھتے اور ان لوگوں کو بے وقوف قرار دیتے جنھوں نے جان و دل سے اس کی سچائیوں کو قبول کر لیا تھا۔

واذا قیل لھم اٰمنوا کما اٰمن الناس قالوا انؤمن کما اٰمن السفھاء [۵۲]

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح اور لوگ ایمان لے آئے ہیں تم بھی ایمان لے آؤ تو کہتے بھلا جس طرح یہ بے وقوف ایمان لے آئے ہیں ہم بھی اسی طرح ایمان لے آئیں۔

قرآنِ حکیم نے ان دونوں باتوں کے جواب میں فرمایا کہ جہاں تک تمھاری دل لگی اور استہزا کا تعلق ہے تم نہیں جانتے کہ اس کا شکار خود تم ہو۔ مستقبل قریب میں تمھارے مقدر کا فیصلہ ہونے والا ہے اور رسوائی اور ذلت کی وہ گھڑیاں تمھاری منتظر ہیں جب مسلمان تمھارے مکر و فریب سے آشنا ہو جائیں گے اور اسلام کے خلاف تمھارے مکر و فریب کی کوئی چال کامیاب نہ ہو سکے گی۔

اللہ یستھزئ بھم [۵۳]

اللہ ان کے استہزا کے جواب میں ان کو اس کا ہدف بنا رہا ہے

رہا تمھارے اس پندار کا قصہ کہ تم فکر و عمل کی اس دوئی کو عقل مندی اور زیرکی قرار دیتے ہو اور اپنی اس حرکت پر نادم ہونے کے بجائے نازاں اور خوش ہو تو جان لو کہ اس سے زیادہ گھاٹے اور خسارے کا کوئی سودا نہیں ہو سکتا کہ انسان روشنی کو چھوڑ کر تاریکی سے ناتا جوڑے۔

---

۵۲ البقرہ : ۱۳   ۵۳ البقرہ : ۱۵

اور ایمان کے مقابلہ میں کفر کو ترجیح دے؛

فما ربحت تجارتهم وما کانوا مهتدین [۴]

نہ تو ان کی یہ سودا بازی کامیاب ہوئی اور نہ یہ ہدایت ہی کی نعمت پا سکے۔

منافقین کی ان دونوں قسموں نے جو بہرے سے ایمان کی نعمت سے محروم رہے اور یا جو ڈھل مل یقین تھے، اسلام کے مقابلہ میں ایک ہی کردار کا اظہار کیا جو یہ تھا کہ مسلمانوں میں رہ کر ان کی صفوں میں انتشار پیدا کیا جائے۔ ان میں طرح طرح کی افواہیں پھیلائی جائیں اور رنگا رنگ غلط فہمیوں اور تہمتوں کی اشاعت کی جائے اور جب کفر اور اسلام میں جنگ چھڑ جائے اور جہاد کے لیے نفیر عام ہو تو کوشش کی جائے کہ اس میں کامیابی منکرین اور کفار کو حاصل ہو اور مسلمان شکست کھائیں۔ لیکن ان کی یہ ناپاک تدبیریں اس لیے ناکام رہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ بروقت ان کی فتنہ پردازی اور مکر و فریب کی چالوں سے مسلمانوں کو آگاہ اور باخبر رکھا۔ کسی دعوت یا نظامِ فکر کے مقابلہ میں دو ہی صحت مند انداز اختیار کیے جا سکتے ہیں۔ یا تو اس کو دل و جان سے مان لیا جائے اور اس کے مطابق زندگی بسر کرنے کا عہد کیا جائے اور یا اسے ٹھکرا دیا جائے۔ یہ دوسری صورت اگرچہ نتائج کے اعتبار سے محرومیوں کی ایک دنیا لیے ہوئے ہے۔ تاہم یہ اقدام ایسا ہے جو دعوت و تجدید کی تحریکات میں نہ تو غیر متوقع ہے اور نہ بودا اور مریضانہ ذہنیت کا آئینہ دار۔ بخلاف نفاق کے۔ یعنی اس طرزِ فکر کے حاملین نے نہ تو اپنے وقت کی آواز پر سنجیدگی سے کان دھرا اور نہ صبر کیا اور نہ بزدلی کی وجہ سے اسے رد ہی کر پائے۔ عمل کا یہ اسلوب نفسیات کی اصطلاح میں قلب کے اس روگ سے تعلق رکھتا ہے، جس کے ہوتے ہوئے انسان سے جرأت، اخلاص اور حق و صداقت کی پذیرائی ایسی صلاحیتیں چھین لی جاتی ہیں:

فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضاً [۵]

ان کے دلوں میں نفاق کا مرض تھا، خدا نے اس مرض کو اور بڑھا دیا۔

---

[۴] البقرہ : ۱۶ [۵] البقرہ ۱۰

منافقین کے اس گروہ کی اگرچہ سہ توڑ کوشش رہی کہ یہ مسلمانوں میں اس طرح گھل مل کر رہیں کہ کسی کو بھی ان کے دلی ارادوں کا پتہ نہ چلے، لیکن غزوۂ تبوک کے موقع پر ان کے ناپاک عزائم اس طرح کھل کے سامنے آگئے کہ ان کی تمام چالیں اس طرح طشت ازبام ہوئیں کہ ان کے لیے مسلمانوں کو مزید دھوکہ دینا مشکل ہوگیا۔ یہی وجہ ہے قرآن حکیم نے اس مرحلہ پر صاف صاف کہہ دیا کہ ان کے خلاف علم جہاد بلند ہونا چاہیے کیونکہ انھوں نے اپنے طرزِ عمل اور خبثِ باطن کے اظہار سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ کسی طور سے بھی نرم برتاؤ کے مستحق نہیں۔

یا یھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم ؎۵

اسے پیغمبر! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔

یہود، نصاریٰ، مشرکین اور منافقین کے اس موقف کی تشریح و توضیح کے بعد جو ان گروہوں نے اسلام کے مقابلہ میں اختیار کیا، شاہ صاحب نے ایک نہایت ہی حکیمانہ نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ تاریخ کی سطح پر یہ چار گروہ اگرچہ مخصوص ناموں سے پکارے جاتے ہیں تاہم ان کی حیثیت دراصل ان چار موانع کی ہے جو ہمیشہ دعوت و تجدید کی راہ میں رکاوٹ ثابت ہوں گے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب کبھی اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا مسئلہ ایک زندہ، فعال اور بار آور تحریک کی شکل اختیار کرے گا یا جب بھی لوگوں کو قلب و روح کے اجالوں سے آشنا کرنے اور کردار و سیرت کو سنوارنے اور اعتدال و توازن کے سانچوں میں ڈھالنے کی دعوت دی جائے گی اور جب اور جس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے پیغام رشد و ہدایت کو اپنانے اور معاشرہ میں سمونے کی کوئی نہ کوئی صورت بروئے کار لائی جائے گی، اس کی شدید مخالفت ہوگی۔ کبھی یہودیانہ تنگ نظری اور فکر و نظر کا جمود راہ کا پتھر بنے گا۔ کبھی نام نہاد عیسائیت کی سی اباحت و آزادی پاؤں کی زنجیر ثابت ہوگی اور کبھی یوں بھی ہوگا کہ حبِ ذات اور اپنی ہی خواہشات و مفادات کی پرستش و بندگی کا جذبہ عقیدت و نیاز کے نئے نئے بت تراشے گا اور حق و صداقت کے بجائے باطل اور جھوٹ کی

؎۵ التوبہ: ۷۳

ِاف بنی نوع انسان کو دعوت دے گا۔ اور کبھی اس گروہ کی شرارتوں اور خفیہ سازش
کا سامنا کرنا پڑے گا جو بظاہر مسلمان ہے اور مسلمانوں کی سی زندگی بسر کرنے پر مجبور
لیکن دراصل اس کا اپنا کوئی عقیدہ اور نظریۂ حیات نہیں۔ اس کی ہمدردیاں
گروہ کے ساتھ ہیں جس کی دنیوی کامرانی کے امکانات زیادہ روشن ہوں۔

چند معاشی مسائل اور اسلام

از: سید یعقوب شاہ

اسلامی ممالک صدیوں کی نیند کے بعد بیدار ہوئے ہیں اور ترقی یافتہ قوموں کی صف
کھڑے ہونے اور آگے بڑھنے کے لیے انھیں جدید مسائل کو حل کرنا اور معاشرہ کے نئے تقا
کا ساتھ دینا ہے اور اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ مسلمان اپنی اجتہادی بصیرتوں کو بروئے
لائیں اور عصرِ حاضر کے مسائل پر قرآن و سنت کی روشنی میں غور کر کے ایسی راہ اختیار کریں
احکامِ اسلامی کے مطابق ہو اور دورِ جدید کے مسلم معاشرے کی ضروریات کو بخوبی پوری کر
اس کتاب میں اسی مقصد کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ اس کے مصنف جناب سید یعقو
آڈیٹر جنرل اور حکومت مغربی پاکستان کے وزیرِ مالیات تھے۔ وہ اقتصادیات کے ساتھ ساتھ
اور دینی علوم سے بھی شغف رکھتے ہیں۔ انھوں نے ربٰو، زکوٰۃ اور بیمہ جیسے زندہ اہم
مسائل پر اظہارِ خیال کیا ہے اور کتاب و سنت، تاریخ، عمرانیات اور اقتصادیات کا
کرنے کے بعد اپنے نتائجِ فکر سلیس انداز میں قلم بند کیے ہیں۔

صفحات: ۲۵۹ — قیمت قسم اول: ۸/۰۰ روپے
" " دوم: ۶/۰۰ روپے

ملنے کا پتہ: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور